Title - FASANA - E - AJAIB MANZOOM.

Creator - Rajab Ali Beg Sarwar.

Publisher - Naami Press (Lucknow).

Date - 1981

Pages - 31

Subject - Urdu Dastan; Urdu Novel.
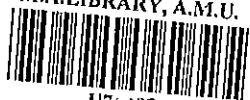
از فضل خدای پاک و سامی
جہان عالم کا ہے جو حامی
اس عہد میں باکمال تزئین
فارغ کا کلام عشق آگین
فسانۂ عجائب منظوم
عشاق کو ہے کمال مرغوب
یہ قصہ بے مثال مرغوب
طبع شد بہ مطبع گرامی
منشی نول کشور نامی
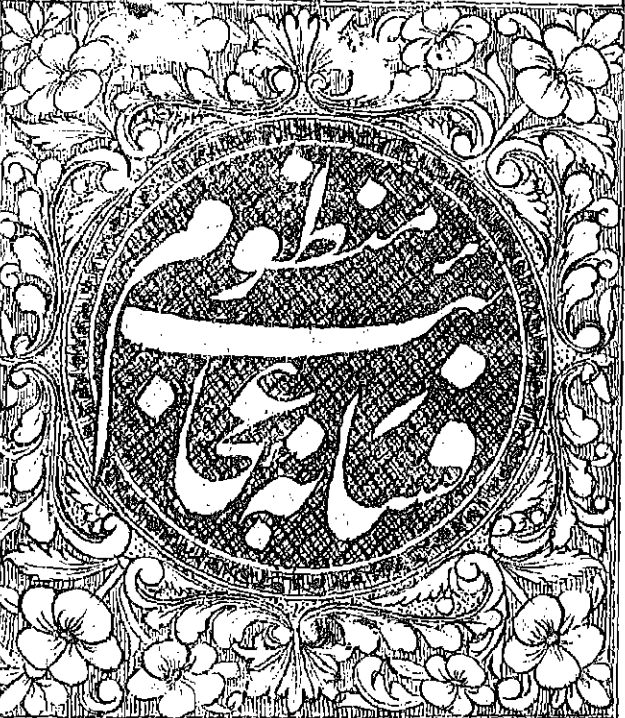
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے حمد و ثنا اوسے سزاوار — جس سے ہو ظہور برگ و بار
انسان کو پر کی لقا بنایا — قدرت کا طلسم یہ دکھایا
گل رنگ رنگ کے کھلائے — نقشے یہ نئے نئے بنائے
دی ارض و سما کو جس نے ہستی — ہے خالق ہر بلند و پستی
ہر شے میں وہ آپ ہی ہے پیدا — پر تو کہاں خرد کا ہے
آئینہ دل میں گر جلا ہو — صورت سے نبی کی رو نما ہو
دنیا میں وہی ہے اصل مطلب — باقی فانی ہیں اور یہ سب
لیکن ہے صفات ذات قائم — ہر آن ہے یہ بے ثبات قائم

نعت

ہے دُرِّ یتیم بحر سرمد — ہے خاتم انبیا محمد
نازاں ہے زمین فلک پہ اوس سے — آدم کو شرف ملک پہ اوس سے
ہے مظہر نور ذو الجلالی — ہے شمع سرائے لایزالی
روشن ہے چراغ دین اوس سے — رسم شرع متین اوسی سے
دیباچہ نسخہ جہان ہے — سردار زمین و آسمان ہے

مناجات

اے خالق خلق بندہ پرور — کر ایک نگاہ فضل مجھ پر
ہوں دام ہوس کا میں گرفتار — شرمندہ و سر بسر گنہگار
جز فکر معاش کچھ نہ جانا — ہے ذکر بعد اوسکا بہانا
پر زور ہے کیفیت خود پرستی — کرتا ہوں بہت دراز دستی
خاطی ہوں خطا ہے کام میرا — ہے نامہ سیہ تمام میرا
پر تیرے کرم سے ہے امید — کر مجھکو بھی سرخرو جاوید
رکھ فضل سے اپنے دو جہاں میں — مجھ ایک ضعیف کو اماں میں

سخن در مدح شاہ

اے خامہ جھکا کے فرق تسلیم — لکھ مدحت شاہ با تعظیم
پایا ہے جو تو نے شاہ عادل — کر مدح سے اوسکی فخر حاصل
ہے ظل الہ خلق پرور — ہے خلق پہ آپ سایہ گستر
جرأت میں سخا میں عدل میں آج — ہر صاحب تاج کا ہے سرتاج
ہے داد و دہش میں جب سے مائل — دنیا میں رہا نہ نام سائل
پایا ہے سوال نے جواب اب — گو ظلم کا بھی ہوا خراب اب
ہر شکر گزار یہ جہاں ہے — ہر ایک کہ شاد و کامراں ہے

سبب تالیف

ہے اہل قلم سے نامی — ہے اس کا اثر خوش کلامی

آسان نہ سمجھ اسکو غافل / دشوار گذار ہے یہ منزل
ہے عشق بلای جان آدم / برہم زن خان و مان آدم
ہے بادۂ عشق صوفی افگن / ہے اسکے شرار زیر دامن
ضبط اسکا نہین ہر ایک کا کام / کرتی ہے یہ سیکڑون کو بدنام
پیر ظل گران جسے پلایا / ہشیار سے بیخبر بنایا
ویران ہوی اس سے سیکڑون گھر / اس آگ سے داغ ہی دلون پر
یعقوب کو اسنے خون رلایا / فرہاد کو کوہ کن بنایا
شیرین کو الم مین مبتلا ہو / اس سے ہوا تلخ کام خسرو
مجنون ہوا اس سے قیس بیکس / وامق کے لگا جگر مین نشتر
سودای دہن کا تھا جو مائل / رسوا ہوا اسکے ہاتھ سے گل
یون پند و نصیحتین بہت کین / سمجھایا بجھایا جھڑکیان دین
پر کچھ نہ کیا فسون نے تاثیر / ہرگز نہ چلی کسی کی تدبیر
مجبور ہوئے ندیم شہ سب / ٹھہرا یہی آخر حاصل مطلب
تصمیم عزیمت سفر ہو / طوطا وہی خضر راہبر ہو
بہرام وزیر زادۂ شاہ / اس قصد سفر سے ہوکے آگاہ
عازم ہوا وہ بھی ہمرہی کا / پھیلا یہی بسکہ سبھون مین چرچا
کرنے لگے جب سفر کا سامان / آنے لگے اشک تا بدامان
دے ساقیا مجکو آب گلرنگ / مستی مین کرون سفر کا آہنگ
ہے خامہ رواں رہائی مین / سرگرم ہے ذکر داستان مین

آمادہ سفر ہونا شاہزادہ کا اور طلسم مین پھنسکر رہائی پانا

سب ساز سفر ہوا جو تیار / وہ خانہ بدوش نو گرفتار
بہرام کو اپنے ساتھ لایا / رخصت کو پدر کے پاس آیا
شہ نے بھی کہا کہ ای جگر بند / منظور نہ تھا مجھے یہ ہرچند
پر اب نہین روکنا روا ہے / بسم اللہ اگر تری رضا ہے
رخصت جو پدر سے اسنے پائی / طوطے کو قفس سے دی رہائی
گھوڑون پہ ہوا سوار وہ دو تن / شبدیز صبا پہ مرغ پر فن
راہی ہوئے جو منزل طلب کے / جاتے رہے ہوش دیکھ سب کے
کچھ جنگل و شہر سے نہ تھا کام / رہتے وہین جس جگہ ہوئی شام
اک دن تھا مقام اک جگہ پر / وہ دامن کوہ تھا سراسر
سبزہ تھا ہرا بھرا تھا پانی / حاصل ہوئی دل کو تازہ جانی
نکلا پئے سیر اک طرف کو / حیرت سے دیکھا وہان ہرن کو
ڈیرا ادھر اونکا لگا کیا دھیان / طوطے نے کہا نہ کر یہ ارمان
کچھ دور یہان سے ایک بن ہے / اوس بن مین ہزار ہا ہرن ہے
وہان خوب شکار کھیلنا کل / یہ سحر کا ہے تمام جنگل
صیاد وہین صید انکو مت جان / آزاد وہین قید انکو مت جان
یکبار رہا وہ نہ تردین پر / پیکان دھرا نہ اوسنے اس پر
دوڑایا اوسی طرف کو گھوڑا / چرتا تھا جدھر ہرن کا جوڑا
وحشت سے غزال دونون بھاگے / صیاد کی جاتے آگے آگے
جب دور گئے چھپے نظر سے / شہزادہ رکا وہین خطر سے
تھرایا اکیلے صورت بید / مجبور پھرا وہان سے نومید
تھکی اور وہان پر ایک بھولا / راہ اپنے مقام کی وہ بھولا
ہر جا پہ طرف ہوا سیہ فام / طوطا نہ ملا وہان نہ بہرام
اتنے مین غزال دشت خضرا / راہی ہوا دشت مغربی کا
تاریک ہوا وہ روز روشن / لٹکایا جہان مین شب نے دامن
خوف دد و دام سے اوسی جا / اک گوشۂ عافیت مین بیٹھا
کی رات بسر اوسی جگہ پر / پھر دن مین چلا وہ ہمرہ فر
ہنگام ہوا جو دو پہر کا / اک شورہ زمین پر وہ پہونچا
تھا مہر منیر چہرہ افسردہ / سوزش سے ہر ایک ذرہ پژمردہ
بھن جائے گرے جو دانۂ خام / گلگون کا اوسی زمین سے ہو کام

شہپال جو شاہ ساحران ہے
اس بار تو دنیا کا حکمران ہے

سب سحر کا ہے قوام اسکا
انسان کو سیدھے ہو ذوق کی جا

جب نکیات اس قدر شنا ہین
آنکھین ابھی لال کر دکھائین

بہتر ہے اسی کی پاسداری
کام آئیگی اب فریب کاری

مستی سے جو چہکا وہ تھا جو بلبل
غنچہ کو نسیم نے کیا گل

دونون رہین سوتے ہو ہم آغوش
دل سے غم ہجر تھا فراموش

حمام مین آشنا کو لائی
پوشاک نفیس وہان منگائی

خسخانے مین وہان سے لا بٹھایا
خاصہ منگوایا اور کھلایا

دربار مین شہ کے دن مین جا کر
پھر آتی ہون شام کو یہان پر

آخر در باغ کر مقفل
راہی ہوئی اوس طرف وہ چنچل

جب شام کو وقت پھر وہ آئی
محفل اوسی طور سے جمائی

شہزادہ مگر ملول رہتا
بے بس تھا کسی سے کچھ نہ کہتا

گویا ہوئی ایک دن وہ پرفن
اے لالہ عذار رشک گلشن

کیون غنچہ صفت ہے منقبض تو
ہے کس کے سبب سے چین برابرو

اس گھر مین اکیلے چھوڑ تجھکو
جاتی ہون یہان سے تو ہوا ہو

شاید کوئی تجھسے ڈر کر آئے
تنہا مجھے دیکھکر ستائے

محبوب نے کی جو ایسی تقریر
کی بات نے اوسکے دل مین تاثیر

بولی اسے پاس اپنے رکھ تو
کچھ ڈر نہین تجھکو پھر کسو سے

آسیب نظر سے جب ہوا دور
مسرور ہوا بہت وہ رنجور

کھولا غرض اوسنے خط مختوم
کا آمدنی ہوا وہ معلوم

بیخوف چلا وہان سے دلشاد
وہ ہو کے مین رہی وہ جانہ [illegible]

بیٹھی ہون اوسی شہ جہان کی
مختار ہون سارے اس مکان کی

گو جبر ہے تجھکو دل لگانا
ممکن بھی نہین یہان سے جانا

شہزادہ ڈرا کہ یہ نگون بخت
پیش آئیگی مجھسے بگمان سخت

کر بوس و کنار اوسے کیا شاد
دل شاد ہوئی وہ خانہ برباد

پیاسے کو ملا جو آب صافی
قطرہ ہوا کچھ دونون کو کافی

شب عیش و سرور مین بسر کر
بیدار ہوئی وہ خفتہ اختر

اور ہاتھون سے اپنے وہ جفا جو
پہنا کر اوسے لگائی خوشبو

بولی کہ مین صدقے ای دلارام
ہے مجھکو ضرور اس گھڑی کام

اب تیری رضا جو مین پاؤن
شہپال کے پاس تک مین جاؤن

تنہا رہا شاہزادہ ناشاد
پھندے مین پھنسا بلا کے آزاد

تھا شغل یہی مدام اسکو
کچھ اسکے سوا نہ کام اوسکو

اوس شوخ کی بھی نظر تھی اس پر
باقی تھی حریف کو تدبر

نقل و مے و جام و بربط و عود
سامان نشاط سب ہے موجود

غمدیدہ وہ آب دیدہ ہو کر
بولا کہ نہین کچھ اور دلبر

سنسان تمام یہ مکان ہے
تنہائی سے مجکو بیم جان ہے

بن آئی مجھسے کیا پھر اوس دم
یہ بزم سرور ہوگی برہم

افسردگی اوسکی خوش نہ آئی
صندوق سے ایک نقش لائی

دے کر اوسے نقش وہ فسون گر
راہی ہوئی اپنے باپ کے گھر

اور دل مین ہوا یقین اوسکو
غالب ہے کہ نقش کام کا ہو

اوس نقش مراد کے اثر سے
وہ سوختہ جان بچا خطر سے

ساقی مجھے مے سے جام بھر دے
اس وقت خمار مین خبر لے

پہونچنا جان عالم کا ملکہ مہر نگار کے باغ مین اور پھر رخصت ہونا وہان سے

گل پھولے نئے نئے قلم سے
اب ضبط نظارہ کب ہو ہمسے

وہ بادیہ گرد دشت حرمان
طے کرتے ہوئے رہ بیابان

اک موضع دلکشا مین پہونچا
صحرا ہے وسیع و جانفزا تھا

صحرا نہین بلکہ بوستان تھا
وہان قدرت حق کا امتحان تھا

تھی ساری زمین بہشت تزئین
جیون باغ بہار سے مزین

پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ
گلزار ہو دیکھکر جسے دنگ

بو باس گلون کی وحشت انگیز
اور سبزۂ شبنمی جنون خیز

سرسبز درخت لہلہے تھے
مرغون کی صدا کے چہچہے تھے

خوبی مین شجر تھے رشک شمشاد
دیکھا اونکو تو آئی سرو کی یاد

برسات کے دن تھے ابر جوش
سبزہ سے زمین تھی پرنیان پوش

بادل کا اودھر اودھر سے آنا
وہ قوس قزح کا رنگ لانا

کویل کی وہ کوک مور کا شور
بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور

کہتے تھے پپیہے کھول کر جی
ہر شاخ پہ پپیہہ کرکے پی پی

سبزان نبات تھے مے آشام
رکھے ہوش لطف حباب کا جام

ساقیٔ سحاب نے بصد آب
مینا سے فلک کے دی شراب

تھا قابل دید بن کا جوبن
جوگی نے وہین جمائے آسن

جھاڑی مین درخت کے سہارے
بیٹھا وہ غریب غم کے مارے

اس لطف کی سیر کو نظر کر
بیٹھین ہوا وہ ناز پرور

محبوب کی دل مین یاد آئی
آنسو کی بے قطار لائی

جنگل مین ہوا جو خار حائل
زیادہ ہوئی اوسکی وحشت دل

بادل کی گھٹا نے غم بڑھایا
بارش نے سحاب کے رولایا

اک ساعت اوسکو وہان جو گذری
آواز آئی نقیب کی سی

پھر کچھ ہوئے لوگ بھی نمودار
مستانہ روش سے گرم رفتار

نزدیک جو وہ جماعت آئی
آنکھ اسنے بھی اوس طرف اوٹھائی

مردانہ لباس رنڈیان تھین
حلقے مین سبھون کے تخت زرین

اک غیرت آفتاب محشر
با ناز و ادا سوار اوس پر

اور سامنے پیچھے دھر اٹھا
گویا کہ پڑا تھا عکس جس کا

تھا تیر و کمان ہاتھ مین یون
خورشید کے سامنے دھنک جیون

اونمین سے اک کسی نے دیکھا
وہ تھم رہی دیکھ شکل زیبا

حیرت زدہ ہوکر اور سمجھا کر
کہنے لگی اور سے ٹھٹھک کر

پتون مین وہ کون چاند سا ہے
سوچی کہ یہ کیا اوسر پہ آیا ہے

یا کوئی ملک فلک سے آیا
یا جن ہے بشر کا روپ لایا

آئی جو وہان وہ ماہ پارا
بولی نہ یہ چاند ہے نہ تارا

جنگل مین ہین ہر طرح کے اسرار
دیوانی ہے تجھکو کیا سروکار

جب رک گئین سب اوسی جگہ پر
بولی وہ پری لقا سمن بر

ہے خیر رو کی ہوس لیے سب
کچھ منھ سے بتاؤ کیا ہے مطلب

کہنے لگی ایک ڈرتے ڈرتے
خوف آتا ہے مجھکو عرض کرتے

ہر روز کا ہے یہی گذرگاہ
آتے جاتے ہین سب اسی راہ

کھٹکا کسی طرح کا نہ پایا
اب تک کوئی اجنبی نہ آیا

پر آج یہان خلاف دستور
آیا نظر ایک غیرت حور

بے شکل جہان ہے پری وش
دیکھی نہین ایسی شکل دلکش

ایسا جو خواص نے سنایا
اوسکو بھی بڑا تعجب آیا

بولی کہ مجھے بھی ٹک دکھاؤ
ہے کون کہان کدھر بتاؤ

ہاتھ ایک نے تب اودھر اوٹھایا
اونگلی سے وہ ماہ نو دکھایا

جب آنکھ پڑا وسنے آنکھ ڈالی
تیر مژہ نے سنان نکالی

گیسو نے بنا کے دام پیچان
پھانسی مین اسکی گردن جان

ٹھہری نہ نظر نظر ملاتے
دیکھا نہ کسی نے دل کو جاتے

حیرت سے جب آنکھ اوسکی جھپکی
گھبرا کے خواص ایک لپکی

نزدیک سو اوسکے سب کو لالا
ہاتھون سے پکڑ اوسے سنبھالا

بولی کہ نہ ٹھہرو یہان خبردار
آگے بڑھیے چلو ہوادار

کانون مین صدا جو اتنی آئی
ہوش آیا زبان پہ یہ لائی

کیون ڈرتی ہو نہین خوف کیا ہے
انسان ہے یہ نہین بلا ہے

گھبراؤ نہین ڈرو نہ زنہار
کھل جائیگا پوچھنے سے اسرار

تب ایک خواص حکم پاکر
کہنے لگی پاس اوسکے جاکر

آتے ہو کہان سے اے مسافر
کس واسطے تم ہو خستہ خاطر

گھبرائے ہو کس کی جستجو مین
خود رفتہ ہو کون گل کی بو مین

کس نے تمھیں ہمن بلا میں ڈالا
کیون داغ بدل ہو مثل لالا
کس بات کا غم ہے تمکو ہیہات
جو کوئی نہیں ہے آپ کے ساتھ
یہ کہتے ہی اوسکے جان عالم
بولا کہ نصیب ہو تجھے غم
باتوں سے ہے تیرے آشکارا
ٹھکانا نہیں پر سفر دون کا
تم پر بھی مگر پڑا ہے کچھ غم
جو آئین یہاں سب آج باہم
اوس مہ نے سنی یہ گفتگو جب
کہنے لگے واہ واہ صاحب
کیون ایک کے ساتھ تم ہو پھونچ
کہنے لگے تلخ ترش رو ہو
گر کہتے ہو آپ گل سی بیکس
خاکی سے نہو بہت تکدر
خیر اوسکی خطا معاف کیجے
میں پوچھتی ہوں جواب دیجے
وہ سوختہ جان تھا بسکہ دلگیر
بولا کہ ضرور کیا ہے تقریر
ہم سمجھے کہ ہو آپ سے زاری
سب آپ کی ہیں یہ لونڈی باندی
پھر تم سے کریں کلام کیونکر
تم تخت پر اور ہم زمین پر
آگاہی اگر ہو تمکو منظور
اس شوکت و شان کو کرو دور
مجھ خاک نشین کے برابر
بیٹھو یہیں تخت سے اوترکر
جی چاہا اگر تو کچھ کہیں گے
یا یونہیں خموش پھر رہیں گے
جب اتنی جلی کٹی سنائی
تب تخت سے وہ بھی نیچے آئی
بولی کہ بھلا کچھ اب تو بولو
پردہ رخ مدعا سے کھولو
میرا ہے یہاں غریبخانہ
اور آئے ہو تم مسافرانہ
چلکر وہیں آج شب کو رہیے
کچھ سنیے کچھ آپ اپنی کہیے
جو خشک و تر اوس مقام پر ہے
موجود ہے آپ کا وہ گھر ہے
وہ صاحب محنت و غم و رنج
سنکر یہ سخن ہوا گہر سنج
ہم مثل نسیم رہ سپر ہیں
آوارہ وادی سفر ہیں
ہے خون جگر غذا ہماری
پانی کے عوض ہے اشک جاری
فرش اپنا یہی ہے خار خارا
تکیہ ہے یہی پتھر کا سہارا
کس طور کسی کا میہمان ہو
جو آپ بلا کا میزبان ہو
جو گردش چرخ سے ہے ناکام
کیا بزم سرور سے اوسے کام
یون اوسنے ہزار کد دکھائی
سیدھی الٹی سے ترچھی ہو سنائی
عاشق نے سنی نہ عذر کی بات
بیخوف و خطر پکڑ لیا ہات
اک باغ لطیف تھا وہیں پر
وہاں لے گئی اوسکو وہ سمن بر
دل خوش ہوا دیکھ صحن رفتہ
جیون گل ہو نسیم سے شگفتہ
جنگل ہو جہاں کا رشک گلزار
مت پوچھ وہاں کا حال گلزار

گریز بصفت باغ سے

کس منہ سے بیان ہو صفت گلشن
ہے لال زبان رنگ سوسن
ہو تیز بیان ہزار بلبل
ممکن نہیں وصف غنچہ و گل
مضمون وہ کہاں سے لاؤں
جو سرو کے وصف میں سناؤں
دشوار ہے ذکر سنبل تر
رہ جاتی ہے عقل پیچ کھا کر
حیرت میں علم ہو تنگ ظرف
نرگس سی لکھے گر ایک بھی حرف
سیرابی نہر گر بیان ہو
ترچھید دل صفحہ بیگمان ہو
ہنگام بیان لطف اشجار
رکھتی ہے زبان خامہ ہر بار
سرسبز ہو کس طرح سے مضمون
مہندی کی صفت سے ہی جگر خون
کیفیت تاک گر بیان ہو
مستی سے قلم بھی کج روان ہو
ہو سبزۂ تر کا ذکر کیونکر
بیگانہ خیال ہے سراسر
تاثیر ہوا کی ایسی ہی ہے
پھولے جو قلم عجب نہیں ہے
پر چاہیے کچھ بقدر قدرت
کیون دل میں رہے یہ خار حسرت

صفت باغ

سبحان اللہ واہ کیا باغ
ہو جس سے دل بہشت پر داغ
تھا فرش زمردین زمین پر
پر خندہ چمن نگار چین پر
ہر ایک روش کی تھی یہاں صاف
آئینہ مثال صاف شفاف

بیٹھی یاں آ کے خوب و دلکش ہر ایک روش پہ ایک مہوش
ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ پھل پھول لطیف اور خوش رنگ
موزونی سایہ دار اشجار ایسی کہ نہ ہو نظر گرانبار
نسرین و سمن و گل و شقایق ایک ایک سے نازکی میں فایق
انگور کی ٹٹیاں نرالی مستانہ جھکی ہر ایک ڈالی
نظارگی چمن تھی نرگس حیرت زدہ جیوں کھڑا ہو بیکس
بیٹھی وہ پری اوسی میں جا کر اور خواجہ سراؤں کو بلا کر
کرتے ہوئے اوسکے اک اشارا حاضر ہوئیں کتنی ماہ پارا
چرچا ہے شراب کا ضرورت پیشغل ہے دافع کدورت
ساقی جو ہوئی وہ غیرت حور دل سے ہوا حزن غیر و شہر دور
پایا جو سحر کا بہانہ ہونے لگا ذکر عاشقانہ
بولی کہ عبث یہ غم ہے اندیش ممکن نہیں مرہم دل ریش
پھر کہنے لگی کہ اے پری رو تاکے میری کہی داستاں ناحق تو
کچھ دن ہوئے تخت و تاج کو چھوڑ بیٹھا یہاں سلطنت سے منہ موڑ
شادی کو مری ہزار چاہا انکار ہی میں نے پر نباہا
تھا باغ و بہار سے سروکار دل میں نہ چھپا تھا ہجر کا خار
اب اس نے مجھے بلا میں ڈالا خود داغ ہوا برنگ لالا
ہے عاشق زار اوس پری کا کوئی نہیں جس سے ہمسری کا
دکھلاؤں گی کسکو بیقراری کیا کام کرے گی آہ و زاری
غیرت سے نہ رو سکوں گی کھلکر بس یوں نہیں مروں گی غم سے گھلکر
کس مرتبہ ہو گی یہ خجالت کیا شرم سے ہو گی میری حالت
بولا نہ کر اس قدر جگر خون میں بندۂ بی زر و درم ہون
اب فکر سے اوسکے دل اوٹھانا بالکل ہے خلاف عقل دانا
سب لوگ یہی کہیں گے باہم خوب اسنے بھرا تھا عشق کا دم
لازم ہے کہ صبر کچھ یون کر رکھ چشم امید کو خدا پر
تھا جوش میں نشۂ جوانی کرتی میں چمنوں کی باغبانی
جاری جو چمنوں میں نہر ہر سو زیبا لب نہر سرو دلجو
پانی سے بھرا ہر ایک تھالا ہر سمت کھلا چمن میں لالا
تھا شیشۂ عطر ہر گل تر ہو جس سے دماغ جان معطر
مستی سے ہوا بھی جھومتی تھی منہ غنچہ و گل کا چومتی تھی
بارہ دری ایک مختصر سی اوس باغ کے بیچ میں بنی تھی
فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز موجود ہو سب سرود کا ساز
جس وقت کہ راگ کا جما رنگ بولی وہ صنم کہ ای خوش آہنگ
ہے بادۂ ناب قوت روح کرتی ہے در سرور مفتوح
آغاز پہ اسکے نظر نہ انجام بے زحمت محتسب پلا دیا جام
ذکر سبب سفر جو آیا خون عاشق زار نے بہایا
دل جسکو دیا وہ خود ہی بیدل جز داغ نہیں کچھ اوس سے حاصل
تھا صاحب تخت باپ میرا دنیا سے خدا نے دل جو پھیرا
اب کنج قناعت اور دہ ہے سجادۂ طاعت اور دہ ہے
اب تک یہ نہ تھا غم جدائی تجرید ہی مجھکو خوب بھائی
معلوم نہ تھا کہ عشق کیا ہے یہ راحت دل ہے یا بلا ہے
کیا تجھکو ہو میری پاس خاطر تو پا بہ رکاب ہے مسافر
ہوگا دم صبح عزم در پیش ٹوٹے گا جگر میں ہجر کا نیش
گھبرائے گا جب کہ ہجر سے دل تب ہوگا شکیب کس سے حاصل
گو کچھ نہ کہے گا میں نے مانا گر باپ نے ماجرا یہ جانا
جب آتش غم ہوئی بہت تیز افسردہ ہوا وہ آتش انگیز
لو جسکے سبب سے گھر کو چھوڑا سر رشتہ ہر سبب سے توڑا
ثابت قدمی سے ہے بہت دور جو ترک سفر ہو مجھکو منظور
آرام کو جان کر غنیمت آخر ہوا تارک عزیمت
آئینگے اگر ہے عمر باقی پھر ہونگے [illegible] ساقی

تقریر سے یار کے ہوئی شاد / دل اوسکا ہوا الم سے آزاد
کٹ جائینگے یہ فراق کے دن / تسکین دل اب یہان ہے ممکن
مقبول خدا ہے وہ جوانمرد / دیگا تجھے کوئی مرہم درد
زاہد نے دعا یہ خیر اوسے دی / سمجھا لیا پاس بات جی کی
گو تو ہے محیط عزت و جاہ / وہ سوختہ جان ہوا اگہ گاہ
پر خار سے گل کو کیا ہے چارا / دریا کو ہے خس سے کب کنارا
یہ وعدہ اگر وفا کرے گا / تیرا بھی خدا بھلا کرے گا
ملے مجھے یہ لوح حافظ جان / ہو جائیگی اس سے مشکل آسان
مشتاق کو پاس اپنے آیا / وہ نقش دعا اوسے دکھایا
وہ جب کہ ہوا اودھر روانہ / رونے لگا ہوا ادھر بہانہ
سمجھانے لگی ہر ایک اوسکو / کیون کھوتی ہے اپنی جان رو رو
ہر چند نہین ہے ضبط ممکن / بہتر ہے یہ داغ یار کا دل
پھر تجھکو خدا وہ دن دکھاؤ / جو گھر مین ترا مسافر آئے

بولی کہ نہین یہ لطف اے جفا کوش / گر یاد مری ہو فراموش
یہ بات ہو پیر سے کر ملاقات / خالی نہین فائدہ سے کلمات
شہزادہ کسی کو ساتھ لیکر / حاضر ہوا اوسکے آستان پر
فرمایا کہ اے بلند اقبال / معلوم ہوا فقیر کو حال
تو گل ہے وہ خار ناتوان ہے / تو تازہ بہار وہ خزان ہے
شایان مروت ایسی ہی ہے / اغماض کا یہ محل نہین ہے
بیشتر سے پھر ایک لوح لایا / دیکر اوسے یہ سخن سنایا
ناہید ہو لی یہ لوح محفوظ / شہزادہ ہوا کمال محظوظ
رخصت ہو چلا وہ پیسے خوش دل / سمجھا کہ مراد ہو گی حاصل
دریا یہ ہر ایک سمت موج زن تھا / ڈوبا ہوا اوسمین جان و تن تھا
بے صبر تھی یکے بس ہی تو تو / آنسو سے نہ اپنے منھ کو دھو تو
رونا نہین چاہیے بعد رخصت / کہ دل ہی مین اپنے درد فرقت
دے ساقیا راح روح پرور / نزدیک ہوا دیار دلبر

منشی یہ اوس طرف چلو ان مین / اوس جا یہ ناز سے طلوع مین

کیون رد کرے ہے باگ اوسکی منظور
شہزادہ انہیں مہربان سے

داخل ہونا جان عالم کا ملک زرنگار مین اور چھڑانا انجمن آرا کو قید ساحرہ سے

گلگون قلم سبک عنان کر
رخصت ہو روان ہو دیان سے

پابند امید و بیم کا تھا / ہر دو قدم نسیم کا تھا
طوطی سے تیز تھے جیسے / دکھلائی دیے تیز مین تھے
مثل رخ آفتاب تابان / ہو جس سے نگاہ چشم حیران
یہ آتش طور سے فروزان / یا ہے یہ کسی کی آہ سوزان
از بسکہ جڑے تھے لعل و گوہر / خورشید سا تھا وہی منور
کر شکر خدا سے بندہ پرور / اور آگے چلا وہان سے بڑھکر
تھا جس مین حصین قصر تمکین / تو بین بھی فصیل پر چڑھی تھین
پوچھا کہ یہ ماجرا ہے کیا آج / ہے کسکے لیے ہجوم افواج
کیا نام ہے شاہ کامران کا / ہے کون وزیر مرزبان کا

دل آتش شوق مین جلایا / تب کشور زرنگار پایا
بستی کے قریب جب کہ آیا / جلوہ اوسے نور نے دکھایا
حیرت مین ہوا کہ یہ کیا ہے / خورشید ہے یا شفق کھلا ہے
کچھ اور وہان سے وہ بڑھا جب / دروازہ اوسے نظر پڑا تب
سمجھا کہ یہی ہے باب امید / کی نور ہے آگے جسکے خورشید
جب شہر پناہ مین وہ آیا / وہان اوسنے ہجوم فوج پایا
ہر ایک طرف سے شور و شر تھا / آمادہ جنگ ہر بشر تھا
اس فوج کشی سے کیا ہے منظور / اس شہر کا نام کیا ہے مشہور
بیگانہ تھا گو وہ ہر بشر سے / پہونچا تھا وہان نیا سفر سے

لیکن ہے عزیز جان سب کو
بولا کوئی شخص مہربان ہو

اس نام کو سن وہ خانہ برباد
امید وصال سے ہوا شاد

دیکھی جو عمارتوں کی رغبت
آئی نظر اوسکو حق کی صنعت

سمجھا کہ شگون بد ہوا ہے
کچھ اور ہی ڈھب کا ماجرا ہے

اک خواجہ سرا کسی محل کا
آیا وہیں یہ جہاں کھڑا تھا

وہ کون سا غم ہے تجکو ہی ہے
وہ کون الم ہے تجکو ہی ہے

کیوں غنچہ سی بنی ہے گلشن
کیوں نرگس تر ہے اے گل بدامن

کیا سانحہ پیش ہے بتا دو
یہ مرثیہ مجکو بھی سنا دو

میں کیا کہوں تجسے قصۂ غم
پر درد ہے ماجرائے ماتم

شہزادی حسین اک یہاں تھی
وہ حسن میں شہرۂ جہاں تھی

ساحر یہاں ایک تھا زبردست
اوسکے وہ عشق میں ہوا مست

اب کچھ نہیں بس کسی کا چلتا
ہر اک سالہا یونہیں ہے ہاتھ ملتا

جتنے وہ ہو گیا زمیں سے اوپر
وہ خواجہ سرا ہوا مکدر

جب شہر سے کیا یہ حال ظاہر
اک آیا کہیں سے یہ مسافر

چہرہ سے عیاں ہے فر شاہی
ماتھے پہ نشان کجکلاہی

تازہ کیا آکے اوسنے ماتم
پھر دامن شکیب ہو گیا نم

وہ شاہ تھا بسکہ غم سے محزون
اس سے ہوا اور بھی جگر خون

آشفتگی اوسکی جب ہوئی کم
تب ہوش میں آیا جان عالم

شاہانہ طریق جس طرح ہو
اوس ڈھب سے کیا سلام شہ کو

سلطان نے کہا کہ اے جوان بخت
کس شہر کا تو ہے وارث تخت

تفصیل کے ساتھ وہ خوش اقبال
کہنے لگا شاہ سے سب احوال

پوچھا کہ یہ کیا ہوا ہے معلوم
کس سمت کو لے گیا ہے وہ شوم

شہ نے کہا وہ پلید مغرور
رہتا ہے یہاں سے تھوڑی ہی دور

بولا شہزادہ کچھ نہیں ڈر
گر سحر سے ہے وہ آتشیں گھر

تب شہ نے کہا کہ اے خردور
دل میں یہ خیال خام مت کر

اس شہر کا زرنگار ہے نام
سرمایۂ عیش و جای آرام

تعجیل سے پھر قدم اوٹھایا
ایوان شہی کے جانب آیا

ہر لوگ یہاں کے سیاہ پوش
ہر فرد بشر الم سے بیہوش

سکتے میں سبھوں کے منھ کو تکتا
آگے کو قدم اوٹھا نہ سکتا

پوچھا اوسے راز دان سمجھکر
اے بندہ نواز اے برادر

کس نے تجھیں یہ سیہ پہنایا
کس آگ نے یہ دھواں اوٹھایا

اوس دل میں چھپا ہے کون خورشید
تیرہ ہوا جس سے مہر امید

بولا وہ الم رسیدہ ناشاد
ہے گلشن حسن تجسے آباد

ان باتوں کے خیال میں تو
کیوں پھنس گیا آکے اے پری دید

تھا انجمن آرا نام اوسکا
مشتاق جہاں تمام اوسکا

دو دن ہوئے لے گیا اوٹھا کر
ہم سب ہوئے غم سے خاک برسر

رقت کا یہ بند جب سنایا
وہ ہوش رسیدہ غش میں آیا

سمجھا کہ یہ وہ نگار محزون
ہے بے شک اوسی پری کا مفتون

شہزادہ کسی دیار کا ہے
محنت زدہ روزگار ہے

افسانۂ سحر تجسے سن کر
پژمردہ ہوا ہے وہ گل تر

پھر دور فلک نے خون رلایا
لخت جگر مژہ پر آیا

تشریف وہاں پر آپ لایا
منگوا اوسے تخلیہ بٹھایا

دیکھا کہ کھڑے ہیں شاہ سر پر
اور چاروں طرف ہجوم لشکر

مجبور تھا شاہزادہ تھے سب
تصویر کی طرح مہر بر لب

کس طرف چمن کا ہے گل تر
کس بحر کا تو ہے دُر انور

اپنا حسب اور نسب بتایا
سارا سبب سفر سنایا

وہ کون سی جا ہے وہ کہاں ہے
کس سمت ہے کونسا مکان ہے

ہے سمت وہ مقام آتش انگیز
جیوں کرۂ نار ہوش ریز

مرتے بچتے یہاں تک آئے
لائیں گے خدا اگر بچائے

ہرگز نہیں کام ہے بشر کا
وہ سخت مقام ہے خطر کا

آداب نیاز کچھ ہے کرنا
سنکر کہا اوسنے بھی کہ بہتر
تب مہر نگار پاک دامن
بہرام ہے یہ وزیرزادہ
اوس دم مرے باپ نے بلایا
سو اوسنے ضرور اسے بتایا
ہم تم رہیں دونوں اک جگہ پر
خیمہ مین عالیحدہ بصد درد
سرخیل سپاہ وہ بدارادہ
تھا نام غضنفر اوسکا
چلنے سے ہوئے تھے سب گران
لشکر کے در دوسے سے آگاہ
بہتر ہے کہ صلح کا ہو سامان
گر ہو اوسے بزم کی تمنا
منشی نے کیا حسب فرمان
بہرام ہوا جو اوس سے آگاہ
کی پرسش حال شاہ کشور
اظہار کیا بحسن تقریر
دستور سے اوسکو حسن اخلاق
آنے کی خبر اودھر جو آئی
راضی جو ہوا وہ صاحب خیر
خالی ہوئین دو محل سرائین
وہ مست شراب بے حواسی
سمجھا شوخی سے دل مین مضمون
ہے زندگی اوسکی اپنا مرنا

سنت کا ہے طاق تجھکو بھرنا
فرمانا تمہارا ہے مرے سر پر
بولی کہ بہن شہزادی تو ہین
زنہار نہیں وہ مرد سادہ
اور علم خلع بدن سکھایا
مژدہ ہے اوسی کا یہ جو پایا
باہر ہے اب یہ ماہ وش
باہر ہی رہا وہ نوجوان مرد
راہی ہوئے راکب پیادہ
شب کو وہیں پہ مقام ٹھہرا
لشکر کئی دن رہا وہیں پر
گھبرایا بہت وہ صاحب جاہ
ذرہ کرے سد باب طوفان
حاضر ہے یہاں بھی جام و مینا
گلگون قلم کو تیز جولان
آتا ہے وزیر شاہ جمجاہ
آئین و طریق شہر و لشکر
محفوظ ہوا وزیر دلگیر
دل سے ہوا بادشاہ مشتاق
کی شاہ کی اسنے پیشوائی
جنگل سے دکھائی شہر کی سیر
شہزادیان جس مین چھپین ہین
پہنے وہی مرد کے لباسی
شہزادہ بنا ہے گرچہ میمون
کیا فائدہ عمر بھر کا ڈرنا

بس اسکے سبب سے آج کے روز
کچھ خوف جو دل میں تھا سمایا
سچ کہتی ہوں میں غضب ہوا ہے
گھر سے مرے جب گیا جان عالم
تاکید یہ کی کہ ہاں خبردار
اب یہاں ہو ضرور حفظ ناموس
آپس میں جو یہ قرار ٹھہرا
دو روز کو غرض یونہیں کٹی رات
طے کر کے رہ دراز جوں ماہ
خیمے ہوئے جا بہ سمت آباد
تھا نام اک ملک صاحب ہوش
سمجھا کہ یہ ہے غنیم میرا
پہلے کوئی اس طرف بھی جا کے
دریافت ہو عزم کا کچھ اسکو
سلے نامہ پیام دوستانہ
القصہ سو اوسنے بلا بھجایا
اور اپنا سبب شکار آنا
جب خدمت شہ مین وہ آیا
خیمہ تھا مسافرون کا جو دشت
با حفظ مراتب اوسکو لایا
ایوان شہی مین لا اوتارا
کی شاہ نے سب کی مہمانی
آسودہ ہوا جو گرد رہ سے
بندہ نہین جان کا خطر ہے
لازم ہے کہ خطر مٹاؤن

باہر رہیں آپ رونق افروز
رخصت ہوا اوس آن پھر آیا
شک اس مین نہین ہے کچھ دغا ہے
رخصت ہو چلا ہے شاہ ذیجم
کہنا نہ کسی سے بھید زنہار
گو غم سے کٹے بدرد و افسوس
در پہ ہوا حبشیوں کا پہرا
نزدیک جو ہوا تو سب چلیں سات
اک شہر میں جا پڑے شبانگاہ
گویا ہوا ایک شہر بنیاد
سلطان غضنفر زرہ پوش
جو اسنے کیا قریب ڈیرا
اندازہ وہاں کا دیکھ آئے
اس سے بھی دریغ مجھکو کب ہو
دستوری مین وہ ہوا روانہ
تحفہ لیے ساتھ جو وہ لایا
وہ آب و ہوا سے خوش کا بھانا
مژدہ اوسے صلح کا سنایا
پہنچا وہیں آپ کر کے گلگشت
بیگانہ سے آشنا سا پایا
پیش آیا وہاں بصد مدارا
دی لشکریوں کو تازہ جانی
اور تقویت آئی لطف شہ سے
جلتا اوسے چھوڑنے مین ڈر ہے
ویران کرون اوسکو چین پاؤن

تب اوسکی تلاش وان مین لایا
اور آپ کو ہوش مین نہ پایا

ایام تھے شوم کے جو معکوس
کچھ روز رہا یہ شغل منحوس

بوڑھا محتاج ایک صیاد
تھا دور فلک سے بسکہ ناشاد

اس قصد مین اوسنے دام اوٹھایا
تقدیر سے بندر ایک پایا

کھیرکے زبان نطق کو کھول
صیاد کے سامنے اوٹھا بول

میرا نہیں کم ہی آپ جنجال
تو مرگ سے سیر کیون ہو خوشحال

اس بات کو سن وہ پیر صیاد
بولا کہ نہ کر عبث یہ فریاد

بیچون تجھے بادشاہ کے ہاتھ
عمر اپنی کرون بسر خوشی ساتھ

ایک آج بلا مجھے بھی سندر
کل لاؤن گا اوس سے خلعت و زر

محظوظ کمال ہو وہ خودسر
ناچی سندر کا نام سنکر

باہر گیا گھر سے جب چڑیمار
بڑھیا رہی اور وہ تو گرفتار

کل قتل کا ہے سے ہنگامہ یان
اور بندر سے پھر سے گا تیرا اوسان

لالچ کا بہت برا ہے انجام
ہے نیک ہمیشہ نیک فرجام

حیوان کا بولنا عجب تھا
بڑھیا کو ہوا بڑا اچنبھا

پھر کرنے لگا [illegible] یہ بندر
دھرنے لگا اونکو زیر تحریر

بندر کے شکار کی مچی دھوم
یہان تک کہ ہوا یہ خیل معدوم

سوچا کہ پھنساؤن کس کا [illegible]
ممکن ہے کہ آئے ہاتھ مین زر

بندر نہیں تھا وہ جان عالم
پیش آیا اوسے جو سخت ماتم

کیا قید سے سیر مجھکو حاصل
کیون کرتا ہے مجھکو پای در گل

لے بہر خدا مجھے رہا لی
کر اور پہ طالع آزما لی

صیاد ہون مین بھی پر فرتوت
ڈرتا نہین تجھسے کاش ہو موت

گھر لایا غرض وہ پیر بے پیر
بولا جو روسے دیکھ تقدیر

اب ڈر نہیں مفلسی سے مجھکو
بے غم ہو جہان سے شاد ہو ہو

مفلس کی ہوئی مشکل آسان
باندھا اوسے جان شکستہ جان

بولا کہ اگر نہو گرانی
سن میری یہ مختصر کہانی

ہر چند کہ ہے یہ فعل مرغوب
لیکن نہیں خون کی گنہ خوب

سلطان نہین کی ذات [illegible]
ضرب المثل ہے یہ وہ بیان ہے

بولی کہ [illegible]
بولا تو خموش اب رہو تو

سندر نے کہا مین کاش جال
تھا ایک وہان نوجوان سال

حکایت شاہ مہر کی

درویش خارج یا خدا تھا
شاہی کے لباس مین گدا تھا

انکار سے صاف شاہ تھا دو عار
رکھتا تھا نظر مین گنج زر خوار

سائل جو طلب کرے وہ پائے
اتنا وہ دے کہ پھر نہ آئے

ایک آیا فقیر امتحان کو
کہنے لگا شہ سے ملتجی ہو

اوسکا یہی عہد تھا کہ سائل
زنہار نہو یہ پاس مائل

اوٹھ تخت سے آپ سو بٹھایا
محتاج کو تاجور بنایا

بولا کہ وفائے عہد کر اب
آخر ہوئے دو دن اور دو شب

سخت آیا وفا سے عہد اوسپر
گھبرایا سوال شاہ سنکر

کس طور سے ملک و مال چھوڑون
کیا رنگ تجھ ادھر سے موڑون

اوس تخت نشین نے کہا خوب
گر تجھکو ہی سلطنت ہی مرغوب

تھا قائل کلمہ ہمہ اوست
کہتے اوسے لوگ سب خدا دوست

رہتا تھا کھلا در خزانہ
جاری تھا فیض جیسا دانہ

فیاض ایسا ہوا نہوگا
دنیا مین تو اوس سوا نہوگا

گر کچھ ہے عبث آ لسی
دونون کو مجھے ہے بادشاہی

شنکر یہ کلام بے پس و پیش
قبول کیا سوال درویش

وعدے کے گذر گئے جب ایام
آیا وہ شہ خجستہ فرجام

ہے یا وہ حرص ملک و زر زور
رہتا ہے یہ تشنہ تا لب گور

کہنے لگا تب تو امتحان تھا
اب مجھکو نیا شہی کا چسکا

لازم ہے مجھے معاف کر دے
اب تو نہین تخت و تاج کو لے

بخشا تجھے مین نے تخت و دیہیم
ہو مالک کشور و زر و سیم

تھا نخل حیات شہ جو بے بر
کی عمر بسر بہ عیش و آرام
لڑکے کی رہی فقط ہوس ایک
ہو جب کہ تمام کام سب را
دھرنا وہاں ایک تاج لیکر
ہووے وہی سلطنت کا مالک
آیا جو شہ اجل کا پیغام
کوئی نہ رہا وہاں پہ شب کو
کچھ رات رہے چلا وہ اوٹھکر
جو صبح ہوئی تو اہل کشور
پر حسب وصیت اوس کے اوکو
اب کھوئی ہوؤں کو ڈھونڈھ لاؤن
تھا ایک شبان گلہ پرور
ملاح کے ہاتھ میں وہ آیا
گذری یونہیں جبکہ ایک مدت
اک روز الم سے ہو پریشان
ہر دم رہیں جیسے پاس حاضر
دے دو مہ اوج تاجداری
قسمت سے اونھیں کو منتخب کر
خدمت میں شہ جہان کے لایا
تغیر ہوا تھا حال اونکا
غیروں کی نگاہ سے چھپا کر
وہ دل شدہ بیقرار و مجبور
یہاں تھوڑی دنوں میں بھی آیا
کی شاہ نے اسکے پاس خاطر

کی اوسنے وصیت اس طرح پر
دنیا میں ہوا بخیر انجام
رکھی نہ خدا نے یہ جری شکیب
اور گل ہو چراغ نام میرا
خالی رکھنا مکان شب بھر
اپنا کوئی یا ہو غیر ذات
خاموش ہوا وہ نیک فرجام
تھا دل میں سبھوں کے صبح کب ہو
پہونچا وہیں شاہ کے لحد پر
آئے بجا لائے تخت و افسر
شاہ اپنا بنایا سب نے خوش ہو
بچھڑے ون سے ملن کا ون کہاؤن
بچے کو وہ اپنے لے گیا گھر
دونوں کو خدا نے یوں بچایا
دل میں ہوا شہ کو جوش الفت
دستور سے یوں ہوا سخن ران
لڑکے ہیں مجھے پسند خاطر
نورستہ باغ شہر یاری
بٹھلایا وزیر نے برابر
دونوں کو ندیم شہ بنایا
کچھ شہ کو نہ تھا خیال اونکا
رکھا اوسے ایک گھر میں جاکر
ہو صاحب بستر اور رنجور
بانو کو بھی اپنے ساتھ لایا
لی اوس سے جو لایا عنبر نادر

ہستی میں عدم سے میں جو آیا
مجھسے کی لیے بس آ بندہ تھا آگے
گو وارث سلطنت بہت ہیں
دل سیر ہی خیال کو اوٹھانا
پہونچے وہاں پہلے جو سحرگاہ
ملقین کی آنکے سب سے جو جو
سب لائی عمل میں حسب ارشاد
تقدیر کی تھی جو حسن تدبیر
تھی جا ہی نقیل و شب ماہ
بیٹھا وہاں پایا وارث تخت
یوں فیض سخا سے وہ ہوا شاہ
لے جسکو گیا تھا وہ درندہ
دریا میں گرا تھا جو کہ چھٹکر
دونوں اسی مملکت میں آئے
بیٹوں کی خیال میں غمیں تھا
دربار کو وقت کل جب آنا
تھے شہر کے جتنے لڑکے کم سن
اک حالت فقر کی بنا کے
حمام سے گرد راہ کر پاک
وہ دونوں رونق مہر و مہ کے
بانو کا سنو ہوا یہ انجام
پایا اوسے اسکے لوٹے غمناک
عصمت کی حما میں ہوئی قید
پھر شاہ سے بھی ملازمت کی
ارشاد ہوا کہ کار و بیکار

اقبال و نصیب ساتھ لایا
ہم دار فنا کو چھوڑ جاتے
یہ چاہتا ہوں تم سبھوں سے میں
مرقد سر راہ میں بنانا
ملک اوسکا ہو وہ ہو یہی شاہ
تسلیم کیا سبھوں نے سو سو
ویرانہ کیا خدا نے آباد
شاہ بنی بحکم تقدیر
وہاں بیٹھ رہا وہ نا موشاہ
حیران رہا اپنے کام میں سخت
دی اوسکو خدا نے حشمت و جاہ
قدرت سے بچا وہ طفل زندہ
ساحل پہ لگا وہ بچکے جان بر
لڑکے دونوں بھی ساتھ لائیے
تھا تخت نشین لیے حزین تھا
وہ طفل صغیر ساتھ لانا
بلوائے وزیر نے اوسی دن
ہمراہ سبھوں کے وہاں آئے
پہنائی اونھیں نفیس پوشاک
رہتے شب و روز پاس شہ کے
لے اوسکو گیا وہ بد سرانجام
روکے رہا اگ کو وہ بیباک
محروم رہا وہ صاحب کید
کچھ جنس نفیس نذر میں دی
حاضر ہو مدام وقت دربار

منت کشی اوسنے گو بہت کی
پر کھا اوسے کچھ دنون چھپا کر
سوچا کہ وہی ہے اپنا دشمن
پہلے کیا اوسنے صاف انکار
اقرار کیا کہ کل سحر کو
سن مہر نگار کو ہوا غم
اب چپکے سجھے وہ حسن تدبیر
طوطے کا قفس بھی ساتھ مین تھا
ٹھہرا کر اوسے کہا ہنوبان
آواز سنی جو آشنا کی
کہنا نہین ناصحون کا مانا
بانو کو ہوا یقین کامل
بندر کو قفس جو نہین دکھایا
اس چال سے مر گیا جو بندر
اک روز گلا دبا کر اوسکو
اوسنے کہا گفتگو کیا ہے
تو لی یہ ہنوگا مجھسے زنہار
اوس دن جو مین غم سے بلبلائی
سمجھا اگر ایسی ہی ہوا ہے
تب لپیٹ کر اور اوڑھ چادر
وہ مُردہ جسد جلائی اپنی
لین اوسکی بلائین شاد ہو کر
بگڑی ہوئی پائے بند شاست
وصلت ہوئی جبکہ جان تن کی

طالب کا نگر نہ کچھ بھرا جی
پھر کھل گیا راز وہ سمجھون پر
گھر بیٹھے ملا ہے زیر دامن
پھر وہ بھی ڈرا بخوف سرکار
لاؤن گا ضرور جانور کو
سمجھی کہ وہی ہے جان عالم
ہو جسمین حریف اپنا سخن پیشہ
سامان عوض کا ہاتھ مین تھا
گو ہم سے نہین ہے جان پہچان
مغموم ہوا وہ خستہ دل بھی
دشوار پڑا جو سہل جانا
ہے اپنا یہ آشنا سے غافل
لو طوطی مین وہ اپنی روح لایا
آہستہ اوٹھی وہ ماہ پیکر
پہچان گیا او مضطرب ہو
مُردہ بھی کہین جلا جیا ہے
کر دیجیے آپ اسی کو جاندار
لینا مری تمنے کیون جلائی
انکار یہان نہین روا ہے
آمادہ ہوا فسون گری پر
پھر بگڑی ہوئی بنائی اپنی
صدقے ہوئین جان و دل سے اوسپر
حاصل ہوئی عاقبت براست
رخصت لی شاہ نے وطن کی
آئے سنگدلی سے چرخ کے ڈر

پر دے کر اوسے ایک صرۂ زر
آگاہ ہوا وہ مرد جو یا
دل اوسکے سراغ مین لگایا
مجبور بہ پناہ جب نہ دیکھی
مشہور ہوئی یہ بات گھر گھر
شہزادہ مگر بنا ہے بندر
تھا ایک مکان رہگذر پر
لایا وہان جب وہ شخص بندر
پر کچھ تو سناؤ اپنی باتین
بولا نہ پوچھو حال کچھ اب
باقی رہا دل مین خار حسرت
طوطا بغل مین تھا جو پنہان
سر سبز ہوا نہال امید
پھر بات یہ سوچ کر نکالی
بولی شہزادے کو بلاؤ
بچہ منگوا کر اور پالو
زندہ کرو اسکو پھر سے کاش
اصرار کیا جو اوسنے زیادہ
بولا کہ اگر یہی ہے اصرار
مردہ ہوا آپ اوسے جلایا
چھوٹا جو بلا سے جان عالم
آراستہ کر کے بزم رنگین
کھینچا اوسے زیر تیغ تقدیر
ساقی مے ناب جلد لانا
پہونچا دہر کشتی سعیت سے گھر

جس ڈھب سے بنا لیا وہ بندر
بندر کہین شہر مین ہے گویا
آخر وہ درود گر بھی آیا
تب مانگ لی مہلت ایک شب کی
کل ہوئے گا قتل ایک بندر
جو بر سر خون ہے یہ ستمگر
وہان بیٹھ رہی وہ عقل پرور
اور ساتھ ہجوم اہل کشور
مشتاق تمہاری بات کے ہین
ہے قتل پر اپنا اصل مطلب
آگے ہین تم سناؤ اب مت
کیکر کیا اوسکو جلد پہچان
ہرگز نہ کھلا کسی پہ یہ بھید
بکری منگوا کر ایک پالی
آیا تو کہا کہ لے جلا دُو
اس لاش کو سامنے سے ہٹا لو
جاندار بناؤ دو گھڑی لاش
مجبور ہوا وہ مرد سادہ
اک دم کے لیے بنے گا جانا
طوطے کے قفس وہ خالی پایا
مسرور ہوئین وہ دونون باہم
بانی ہوئین منتین ادا کین
لازم نہ تھی اس جگہ یہ تاخیر
منظور ہے اب وطن کا جانا

سو کوہ کنی سے خامۂ تیز
نر راہ مین اب ہوا سبک خیز
ہے تیشۂ سنگلاخ مضمون
ہے رافع بام کاخ مضمون

پہونچنا جانعالم کا ساحرہ کے ملک مین اور طلسم سے رہائی پانا دہر نگار کے باپ کی بدولت

حاصل ہوا ونکا جبکہ مطلب
چل نکلا وہان سے قافلہ سب
پہونچا کئی دن کے بعد لشکر
اوس دشت مین تھا جو سحر کا گھر

ہلکا ہوا بار سے گرانبار
ساکن ہوا ہر دو سی سیار
چلنے کی اوٹھائی تھی جو کاہش
سب کو ہوئی خواب خور کی خواہش

شہزادہ نماز پڑھ کے سویا
سویا نہین سب کو سے ڈبویا
آگاہ ہوئی وہ سحر پرداز
پھر آیا وہی حریف کجباز

سوچی کہ پھر اب ادھر مین جاؤن
پھر دام مین کر فریب لاؤن
تب شکل خواص خاص بنکر
شہزادہ جہان تھا آئی بے ڈر

آہستہ قریب سے پکارا
اوٹھ دیکھ ہے کیسی انجم آرا
وہ نقش حیات کا مٹاؤن
دھوکر ابھی اوسکو مین بلاؤن

آتش مین بہت بھرا ہوا تھا
کچھ اوسکے فریب کو نہ سمجھا
سونپا اوسے نقش مدعا کو
راہی ہوئی اپنے گھر وہ خوش ہو

دیکھا نہ کسی نے دیتے لیتے
نقشہ ہوا وہ نقش سیتے
پہلے ہوا ایک شور محشر
ایسا کہ ڈرا تمام لشکر

پھر گرد ہوئی بہت نمودار
پیدا ہوئے حشر کے سے آثار
وہ دہا حسب سحر دخت شہپال
پھیلایا تھا جسنے سحر کا جال

افعی پہ سوار ہو کر آئی
اور فوج عجیب ساتھ لائی
پہچان کر اوسکو جان عالم
سہما بہت اپنے دل مین اوس دم

پر کیا کرے ہو چکا تھا مجبور
تھا سحر کے ٹالنے سے معذور
بیٹھا رہا ویسے ہی وہ خاموش
جب آئی قریب وہ بآغوش

بولی پہچانتے ہو مجھکو
بولا ہان جانتے ہین تجھکو
بولی اب کہیے کیا ہے منظور
بولا وہی تھا جو پہلے مذکور

بولی کہ ہے خیر آج تک بھی
بولا سنو جب تلک ہے جی جی
سمجھی کہ نہ ہوگا کام میرا
معشوق نہین ہے یہ رام میرا

جھنجھلائی رسائی جو نہ پائی
کچھ طیش مین آئی بڑبڑائی
اک دم مین ہوا تمام لشکر
نصف آدمی اور نصف پتھر

پورا ہوا اوسکا جب کہ جادو
سحر و کمال ہو وہ بدخو
بولی کہ امان ہے آج کی شب
کل ہوگا تباہ قافلہ سب

کہکر یہ سخن گئی وہ گھر کو
سر پیٹتا یہان ہے جون نرو
ہو جیگا مگر خدا مددگار
مشکل ہوتا ہے اوسکی راہ مین خار

تھا دہر نگار کے پدر کا
تھا گبرو رشید ایک لڑکا
گذرا کہین اوس طرف سے ناگاہ
دیکھا کہ تمام خیل و خرگاہ

دیا نذار مین آدھے آدمی پتھر
ہر ایک ہے بیکلی سے مضطر
حیران ہوا دیکھکر سبھون کو
کہنے لگا دل مین مضطرب ہو

کیونکہ ہوئی اس طرح سے پتھر
پتھر پڑا انکے سر پہ کیونکر
اون آدمیان کے پاس آیا
پردہ رخ راز سے اوٹھایا

وہان نکلا ہر ایک جان پہچان
پر اس قدر اوسکو تھا نہ امکان
جو آفت سحر کو مٹائے
پتھر سے پھر آدمی بنائے

آگاہ ہو سب کی داستان سے
بھاگا وہ بزور سحر وہان سے
اور سحر کو اپنے جلد لایا
ماتم کدہ اوسکو وہ دکھایا

زاہد نے کیا جو اک اشارا
گھل کر ہوا موم سنگ خارا
شہنشاہ و جو پا بہ گل گڑے تھے
ثابت قدمی سے وہان اڑے تھے

اوس سنگ گران سے ہو کے آزاد
پاس اوسکے سب آئے ہو کے دلشاد
زاہد نے وہ سحر سب بگاڑا
شہپال کو بار گھر اوجاڑا

قفل در سحر جب کہ ٹوٹا
سب لشکریون نے مال لوٹا
وہ نقش پھر اوسکے ہاتھ آیا
اپنا اوسے حرز جان بنایا

تاجدر نے کہا یہ شوخ دیدہ
میرا ہے غلام زر خریدہ

کل رات کو اسنے کی تھی چوری
پوچھے سے دکھائی سینہ زوری

اس سے ہی یہ ہوا گرفتار
اب آگئی ہے اختیار سرکار

مجرم ہے اور عقل قائد پوچھا
دیتا ہے جواب اسکا تو کیا

بیچارہ دیار دیار سے دور
بولا کہ ہوا طمع سے مجبور

بدبخت ہوں زیر آسمان میں
گردن زدنی ہوں بیگمان میں

اقرار خطا کا جب وہ سنکر
حیرت میں ہوئی وہ عدل پرور

اوس وقت وہ اٹھی دیکھ کر چپ ہو
بلوایا علیحدہ پھر اوسکو

اظہار لیا جو اوسکا سارا
وہ بھید ہوا تب آشکارا

جب کان میں لعل کی خبر آئی
تب باپ کے پاس جا خوشی سے

آغاز سے نقل کی حکایت
کی تھی جو اسیر نے روایت

تھی بات جو وہ وفا سے ...
نشہ کو ہوا امتحان منظور

بولا کہ یہ چند روز موعود
کمتر ہیں بہت شتاب کیا سود

سچا یہ اگر غلام کا ہے
بولا کہ طلسم یہ کام کا ہے

اور جھوٹ ہے سنگسار کرنا
کان اسکے قریب ہے وہ دھرنا

رکھلا دے الغرض نشر سے
اپنے ہی قریب شہ نے چھپ سے

چمکا جو ستارہ یمانی
قابو کا وہیں لعل وہ ملی شانی

دعوے ہوا مدعی کا باطل
قیدی کو ہوئی نجات حاصل

قسمت سے ملا جو معدن لعل
مسرور ہوا شہ خوش اقبال

وہ لعل جو تھا چھپا تہ خاک
دم میں آ کے خاک سے کیا پاک

اوس گوہر شاہوار ناسفتہ
اوس مخزن لعل سے کیا جفت

اس طور سے مال و جاہ و حشمت
حاصل ہوا اوسکو حسب قسمت

بھائی سے بھی ہوگئی ملاقات
عمر اونکی ہوئی بسر خوشی سات

وہ شاہ سریر غیب دانی
سرگوشی زدا اوسکے یہ کہانی

بولا کہ نہ پہنچے کشف اسرار
کرتا تجھے وہ نہ میں خبردار

پر چشم امید رکھ خدا پر
راضی تہ دل سے ہو رضا پر

میرا ہوا جب تمام عمر لبریز
ہے بار گئی نفس تیک خیز

ہوتا ہوں عدم کو میں روانہ
مجھکو تہ خاک کرکے جانا

یہ سیکھ لے مجھسے ایک ٹوٹکا
تو جس میں رہے کوئی نہ اٹکا

جس شکل کا دھیان تجھکو آئے
صورت وہی اپنی تو بنائے

گر یاد رہے سخن رہیں گے
بچھڑے ہوئے تیرے سب ملینگے

اتنا کہا چل بسا جہان سے
کی روح نے نقل خاکدان سے

مٹی اوسے دی بہت کیا غم
پھر وہاں سے چلا بچشم پر نم

آیا نظر ایک چشمہ تر
آتے تھے ادھر سے لعل بہکر

دو تین ہی سے بکر آگے تو اس تک
پیدا ہوئی دل میں اوس کے ...

آگرانی میں بہے کہاں سے
نسبت کہو کب ہو بحر و کان سے

آگے جو ذرا قدم بڑھایا
وہاں ایک مکان نظر آیا

تھی چار طرف محیط دیوار
اور باب دخول ناپدیدار

چشمہ تھا اوسی مکان سے جاری
لعل آئے اوسی سے بار باری

دیوار کو پھاند کر وہ عیار
بھیتر جو گیا سب تھا اجاڑ

پھولوں سے بھرا نظر پڑا باغ
جوں سینہ عاشقان پر داغ

سنسان بگرد وہ مکان تھا
نرگس کے سوا نہ دیدبان تھا

بنگلہ وہیں تھا سجا سجایا
اور ایک پلنگ بھی وہاں بچھایا

تانے ہوئی پاؤں سے دوشالا
لیٹی ہوئی ایک سرو بالا

گلدستہ قریب اک دھرا تھا
آدھا تھا سفید سرخ آدھا

سر کا جو دوشالہ آگے بڑھ کر
پایا تن بیگون کو بے سر

چھینکا سا پانی پر بندھا تھا
سر اوس پہ بندھا ہوا دھرا تھا

تھی نہر رواں اوسکے نیچے
گرتا تھا لہو ٹپکے سر سے

قطرہ جو ٹپک کر اوس سے گرتا
پانی میں وہ لعل ہوکے بہتا

پہنچا تا گلا ہے یہ انجم آرا
کہنے لگا ہے یہ کس نے مارا

وہ وارث حشمت سلیمان
چڑیون کی زبان کا زبان دان
اس بات کو جان کر غنیمت
کی اونکے شکار کی عزیمت

آواز کا پاتے ہی سہارا
ترکش سے نکال تیر مارا
تھا گرچہ درخت پر اندھیرا
مرغون کو قضا نے پر جو گھیرا

تقدیر سے سیدھی آئی تدبیر
دونون کے لگا وہ ایک ہی تیر
زخمی ہوئے اور زمین پہ آئے
اقبال و نصیب سامنے لائے

مسرور ہو سینے سے لگایا
شاہی کا گمان میں ایک کھایا
اور مخزن لعل کو اوٹھا کر
بھائی کے لیے دھرا چھپا کر

شب بھر رہا آپ ہی نگہبان
تھا اپنے گمان مین شاد و خندان
جب لعل جہان فروز خاور
روشن ہوا چرخ چارمین پر

بیدار ہوا وہ بخت بیدار
کھائے جو ملے کباب طیار
پر صاف رہا وہ تھا جب علم
کیفیت ماجرا سے لاعلم

تھا جسکو گمان سلطنت کا
کچھ دم مین اوسی نے لعل تھوکا
سمجھا کہ رہا شہی سے محروم
بیتاب ہوا شکستہ راہ مقسوم

بھائی کو وہ لعل جب کھلایا
اور قصہ شب اوسے سنایا
تشکر ہوا وہ کمال خوشحال
بولا مجھے دے یہ بے بہا لال

جب اکر کہین مین سکو بیچ لاؤن
تو بیٹھیے یہان مین جب تک آؤن
لے چلیے ابھی جو اپنے گھر کو
شاید کہین فاش یہ خبر ہو

تو حاکم وقت مفت لے گا
کب قیمت حسب حال دے گا
القصہ وہیں بہر اوسکو پھسلا
دھر لعل کمر مین وہان سے نکلا

نزدیک تھا شہر پایہ تخت
پہونچا وہان بلدہ وہ جوان بخت
یون رسم قدیم تھا وہان کا
جب تلک عدم مین شاہ جاتا

دروازۂ شہر پہ جب آئے
باز ایک اوسی جگہ اوڑ آئے
وہ دام مین جسکے باز آتا
سارا وہی ملک و مال پاتا

اوس روز بھی سانحہ یہی تھا
اس [illegible] یکجا
تھی سب کو یہی امیدواری
ہو جائے مجھی کو شہریاری

پر جس کو ازل سے ہو مقدر
ہو سایہ فگن ہما بھی اوس پر
ہاتھ اسکے ہوا وہ باز پابند
بندے سے بنا وہین خداوند

ایوان شہی مین وہان سے آیا
دل رود و سرود مین لگایا
شب عیش و سرور مین بسر کی
بھائی کی خبر نہ اوس گھڑی لی

کی جب کہ تلاش دو سہ روز
ہاتھ آیا نہین وہ عاقبت سوز
یہ حال ہوا کہ اہل [illegible]
شب وہان سو گیا وہ نیک اختر

جاگا تھا وہ نیند آئی اوسکو
بستر پہ اوسی جگہ رہا سو
سیمرغ وہان پر ایک آیا
پنجے مین پکڑا اوسے اوٹھایا

اوٹھا جو ہوا بہت ہوا پر
وہ صید گرا کنوئین مین چھٹک کر
غوطے کئی کھا کر خستہ ابھرا
اک طاقچہ اوس کنوئین مین دیکھا

پانی کے گزند سے ہوا امن
اوس طاق مین جا کیا نشیمن
تقدیر سے خیل تاجرون کا
آکر کہین سے وہین پر اوترا

آگاہ ہو لوگ قافلہ کے
باہر اوسی لائے اوس کنوئین سے
ساتھ اونکے ہوا وہ پاک سینہ
پورا ہوا اور جب مہینا

تھوکا وہان اوسنے دو سہ لال
چھپنے کی مگر نہین تھی چال
سر قافلہ دیکھکر جواہر
خورسند ہوا بہت بظاہر

باطن مین ہوا مگر جگر خون
جانا کہ ملے یہ لعل گلگون
جب سنگدلی سے لالچ آئی
چوری اوسے لعل کی لگائی

حاکم سے کیا پھر اوسنے اظہار
بیچارہ ہوا وہان گرفتار
تھا پھر وہان کا شاہ کشور
بیٹھا تھا جہان سہی دل اوٹھا کر

بیٹی ایک اوسکی تھی جمیلہ
انصاف پسند اور عقیلہ
مجرم جو اسیر ہو کے آتا
وہان شحنۂ شہر اوسکو لاتا

سنکر وہ معاملہ کی تقریر
دیتی تھی بقدر جرم تعزیر
لائے اسے لوگ جب پکڑ کر
بیٹھی وہ عقیلہ داوری پر

سر پٹک کر دیا اوس جگہ پر
مرنے پہ ہوا نکال خنجر

اس فکر مین تھا کہ یک اوٹھا شور
جس طور سے آندھی آئے پر زور

کانون مین پڑی جو سنسناہٹ
لینے لگا چار سو کو آہٹ

سمجھا کہ ہے دیو زاد کوئی
شاید نہ کرے یہ شاد کوئی

ہر سمت پہ کچھ اوسکو بتھا نہ کھٹکا
زاہد کا پر آزمایا لٹکا

کچھ بھید ہو جب مین آشکارا
یہ کون ہے کس نے اسکو مارا

بھونرا بنکر وہان وہ بیٹھا
پھولون مین مثال بو کے بیٹھا

آیا وہ خبیث جب وہان پر
بنگلے مین گیا چمن سے جھکر

پھولون سے سفید پھول توڑا
کاٹی ہوئی سر کو تن سے جوڑا

اوس گل زعجب گل کھلایا
نکہت سے بدن مین روح لایا

گل سنے جو کیا مسیح کا کام
بستر سے اوٹھی سبک وہ گلفام

دیو آدمی زاد بنکر آیا
میوہ اوسے خشک و تر کھلایا

کرتا رہا ذکر جا بجا کا
جس وقت ہوا گجر کا تڑکا

اوس وقت وہ دیو تیرہ اختر
چلنے لگا اوس جگہ سے اوٹھکر

پھر ایک وہ سرخ پھول لایا
گلگیر اوسے شمع کا بنایا

جھٹکے پہ وہ سر گیا جدا ہو
اور اوڑھ دو شالہ تن رہا سو

مرجھایا سموم سے گل تر
بھونرا رہا یون ہین بنا کر

جب دور چمن سے ہو گیا خار
باہر ہوا وہ گلون سے پر جھاڑ

اور اپنی بنائی شکل انسان
بنگلے کی طرف ہوا خرامان

جون دیو سے طرز دیکھ پایا
معشوق کو اوس مسیح جلایا

پھر وہ دونون بلا کو رو لیے
ایسے روئے کہ غش سے سوئے

اک دیو سپید اودھر کو آیا
دو آدمی زاد سوتے پایا

حیران ہوا دیکھ کرشمہ کو
ٹھہرا وہین پر وہ متوحش ہو

سمجھا کہ ہین کوئی غم کشیدہ
اوضاع جہان سے رنج دیدہ

اس وقت تہ سپہر بے مہر
ہین قابل دید بے سر و مہر

شرکت ہے ضرور غم مین انکے
حال ہین یہان پر کہ دن کے

پانی وہین نہر سے اوٹھاکر
چھینٹا دیا نا فلون کے منھ پر

آنکھین کھولین جو ہوش آیا
بیٹھا سرہانے دیو پایا

گھبرایا بلائے ناگہان سے
نکلی نہین بات کچھ زبان سے

بولا دہی دیو تجھے مت ڈر
کیفیت حال کچھ بیان کر

تو آپ سے اس چمن مین آیا
یا کوئی تجھے سحر لایا

گر ڈر ہو کسی سے مین ہٹا دون
گر قید مین ہو تو مین چھڑا دون

کی دیو نے جبکہ ایسی تقریر
شہزادہ اوٹھا ہوا بغل گیر

پایا اوسے مہربان تو خوش ہو
آگہ کیا ماجرا سے اوسکو

سنکر کہا اوسنے جاؤ تم اب
بخشو تڑھاؤ اپنا مرکب

تائید سے اوسکے خوش ہوا دل
لازم ہوا وہان سے نقل منزل

وہ گل چلے چھوڑکر وہ گلزار
ہے جو ملکہ کا تھا چھپا خار

جوگی سے عمل جو ہاتھ آیا
وہ انجمن آرا کو بتایا

اس ڈر سے کہ پھر نہ کوئی بھیا سے
طوطے بنے اور اوڑے وہان سے

تھی باد صبا سے ہمعنانی
نہ دانہ نہ پانی تھا نہ پانی

ہم جنس جہان نظر نہ آتے
دونون وہین جا کے بیٹھ جاتے

طے کرتے اسی طرح سے منزل
تھا فکر تلاش مین لگا دل

ساقی مجھے ہے تلاش تیری
کچھ تجھکو بھلا ہے یاد میری

ملنا ملکہ جوہر نگار اور طوطی کا شہزادہ سے

ہو کیون نہ بھلا قلم کا دل خون
ایک ایک کا ساتھ جہان چھوٹا

اونکا وہ حال کہہ سنایا
ہر دم ہے لیے تلاش مضمون

کہتے ہین جہاز جب کہ ٹوٹا
وہ خستہ دل و زار سر پا مال

ہجران سے وصال اوسنے دکھایا
اب جوہر نگار کا سنو حال

دریا کے ہزار صدمے سہتی
اک شہر مین پہونچی بہتی بہتی

طوطا نہیں تھا وہ خضر رہبر — لے ساتھ چلا وہاں سے اوڑ کر
دہاں مہرنگار بھی کھڑی تھی — بیٹھنے کی طرف نظر پڑی تھی
بولا کہ تجھے خبر سناؤں — انعام اگر عوض میں پاؤں
جی دیتی ہوں میں خبر کے بدلے — ہے نقد حیات شکر کے بدلے
بیکار سمجھ کر اوس گھڑی میل — دونوں نے کیا وہ جسم تبدیل
پہونچی خبر اوس گھڑی یہ شہ کو — آئے ہرنا چمن میں اجنبی دو
تحقیق کیا تو پھر کھلا حال — خود صاحب خانہ ہے خوش اقبال
بولا کہ امانت اپنی لیجے — گھر ہے یہ یہاں سے جلد چلیے
کچھ دن رہا وہاں پہ خجل آرا — ثروت کا جمایا ٹھاٹ سارا
رخصت ہو چلا وہاں سے مسرور — لے ساتھ وہ دونوں ماہ پر نور
گھر چلتا ہوں دل میں آگیا جوش

دونوں کو اوسی چمن میں لایا — دکھ درد دونوں کا سب مٹایا
دیکھا کہ وہ سبز پوش آیا — پوچھا خبر جناب لایا
بولی یہ ہے کیسی اوجھی تقریر — جلدی کے مقام پر یہ تاخیر
بے چین ہوئی وہ جب کہ زیادہ — لایا نہیں تاب شاہزادہ
مجبور کو لے گلے لگایا — شبنم کو برنگ گل ہنسایا
آشفتہ ہوا یہ حال سنکر — آیا یہاں غیر کس طرح پر
تشریف وہاں پر آپ لایا — مہاندار ہی سے پیش آیا
سلطان نے کیا جو لطف کامل — شہزادہ ہوا بہت قوی دل
پھر دل نے کہا کہ اب وطن چل — اے شمع سوئے انجمن چل
ہے پیر مغان کی مجھ کو سوگند — ساقی مجھے مے سے کر دو خرسند
ہو جائے نہ ہم سفر فراموش

پہونچنا شاہزادہ کا مع انجمن آرا و ملکہ مہرنگار و طوطے کے اپنے وطن میں

آتا ہے جو گھر میں شاہزادہ
کی سیر جہان مسافرانہ
آیا جو نصیب یاوری پر — چمکا اوس کے دونوں کا اختر
حاصل ہوئی سب جو آرزو تھی — فرقت کی بلا سے چھٹا جی
چمکی سر نو سے فوج ساری — جوں آمد موسم بہاری
ملکہ مہ طلعت انجم آرا — یکجا ہوئیں تینوں ماہ پارا
اون سب کا ہوا بخیر انجام — ہونٹھوں سے لگا سرور کا جام
ہے ساقیا تیرا لطف سرشار

مرکب سے قلم رواں ہے زیادہ
دیکھا نیک و بد زمانہ
ملکہ یاروں سے چین پائی — چھوٹی ہوئی سب جماعت آئی
چھوٹے سب لوگ آشنا سا — گلشن سے چلے نسیم آسا
اس ٹھاٹ سے جب وطن میں آیا — ماں باپ نے بھی سرور پایا
آپس میں اوٹھا جو پردۂ شرم — صحبت ہوئی اختلاط کی گرم
اب تیرے کرم سے یا الہی — انجام بخیر ہو مرا بھی
مسرور کیا دکھایا گھر بار

خاتمہ

صد شکر کہ ذکر جان عالم — انجام بخیر کر چکے ہم
خوش لوگ تھے جن کا نام نامی — ہے خلق میں اب تلک گرامی
پھیرا نہ بلا سے منہ کو زنہار — گل راہ میں اونکے پھر ہوا خار
عبرت کا مقام یہ جہان ہے — پر عقل و تمیز وہ کہاں ہے
افسانہ فقط نہ جان اسکو — سرمایۂ ہوش مان اسکو
خمخانۂ عشق کا یہ ہے جام — مسرور ہو پیکے اے دلارام
کہتا دمن کو تھے لوگ جو کیا عزم — چھوڑا نہیں ہے بزم یا رزم
نیرنگی چرخ پر نظر کر — دکھلاتا ہے رنگ کس طرح پر
خوش گذری جو دن وہ مغتنم جان — ہو جاتا ہے دم میں اور سامان
ہے مخزن عشق لفظ و مضمون — کر دیتا ہے اہل دل کا دل خون
گلزار خیال کا چمن ہے — پر نور یہ شمع انجمن ہے

اس باغ میں ہیں گل معانی
گر دیکھیے لطف سے ہے گلزار
ہوں اہل نظر سے آرزومند
اہل نظر اس سے ہوں مسرور
اس راہ میں تو نے جو بنایا
وہ ہے کہ خار جس سے ہو دور
کر شکر جناب ایزد پاک
تمت

فیضان بہار نکتہ دانی
ورنہ ہے تمام دشت پرخار
پڑھنے سے جب اسکے ہوں جو خرسند
حاسد کی نگاہ سے ہے دور
ہے حسن قبول بار الٰہا
دل نشۂ خرمی سے ہو چور
جینے دو اُسے جو آشنا اور اک
زینت دہ بزم دوستان ہے

ہے حسن صفات سنبل و گل
پر ہووے اگر نگاہ کامل
عیبوں پہ مگر نظر نہ ڈالیں
ارباب نظر جو خط اوٹھائیں
ساقی نے کیا جو لطف کامل
فارغ میاں اب زبان کو تھام
گو غیب کے باغ کا ہے یہ پھول
نظارگیوں کو بوستان ہے

افسانہ جانگزا سے بلبل
صحرا سے بھی کچھ ہو لطف حاصل
ہر نیک نہ منہ سے بد نکالیں
مجھکو بھی دعا سے یاد لائیں
سب بادہ ہوا سرور حاصل
منظور تھا جتنا وہ ہوا کام
گلدستہ گر بنا ہے مقبول
بالخیر

خاتمۃ الطبع

انجمن آرایان محفل عیش و سرور کو بشارت ہو کہ ان دنوں یہ راح روح افزا قصۂ محبت انتہا سراپا عشق میں بھرا کہ جسکو
اول نثار بے عدیل سخنور نازک خیال نام معروف و مشہور مرزا رجب علی بیگ سرور نے بہ نہایت فصاحت و کمال بلاغت
محاورات اردو میں بہ نثر دلچسپ لکھا اور ایسے قصۂ مہر نگار و جان عالم کو کہ فی الواقع از بس در عجائب ہو موسوم بہ
فسانۂ عجائب ہوا اور پھر اوسی معشوقۂ ماہ طلعت دل آویز اونثر فرحت انگیز کو منشی بھولا ناتھ صاحب
متخلص بفارغ نے زیور نظم سے مرصع کرکے فسانۂ عجائب منظوم نام رکھا احباب کی خوشی سے
کلام رکھا سبحان اللہ فارغ خوش بیان نے اس حکایت میں مضامین عجیب و غریب کے
دریا بہا دیے ناظمان جہان کے ہوش و خرد کے طوطے اوڑا دیے مطبع اقبال
مطلع جناب فیض مآب الالقاب منشی صاحب عالی تبار کوہ تمکین و وقار گوہر
بحر مروت لعل کان جود و ہمت اخلاق مجسم منشی نول کشور
مکرم دام اقبالہ و زاد اجلالہ مقام کانپور باہتمام
منشی بشیشر دیال ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۰ع
میں بار چہارم منطبع ہو کر مطبوع طبایع
عشاق ہوا پسند خاطر
دلدادگان دیار و
آفاق ہوا